www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق و تنقید

جناب غازی عزیر
الخبر (سعودی عرب)

حقیقتِ محمدیہ اور نورِ محمدی کی حقیقت

"حقیقتِ محمدیہ" اور "نورِ نبوی" کی تحقیق سے قبل ضروری ہے کہ پہلے اس فکر کے پس منظر یعنی تخلیقِ کائنات کی ابتداء کے متعلق قدیم فلاسفہ کا نظریہ بیان کر دیا جائے، جو مختصراً اس طرح ہے:

"إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بُدِأَ فِي الْخَلْقِ هُوَ الْهَبَاءُ وَإِنَّ أَوَّلَ مَوْجُودٍ وُجِدَ هُوَ الْعَقْلُ الْأَوَّلُ (وَيُسَمُّونَهُ الْعَقْلَ الْفَعَّالَ) وَإِنَّهُ عَنْ هٰذَا الْعَقْلِ الْأَوَّلِ نَشَأَ الْعَالَمُ الْعُلْوِيُّ السَّمٰوٰتُ وَالْكَوَاكِبُ ثُمَّ الْعَالَمُ السُّفْلِيُّ الخ"[1]

"پہلی چیز جس سے تخلیقِ کائنات کی ابتداء ہوئی وہ ذرات تھے۔ اور جو پہلی چیز اپنے وجود کے ساتھ موجود تھی وہ عقل تھی (فلاسفہ نے اس کا نام عقلِ فعال رکھا تھا) پھر اس عقلِ اول سے پہلے عالمِ علوی یعنی آسمان اور کواکب، عالم وجود میں آئے پھر عالمِ سفلی۔"

قدیم فلاسفہ کے اس نظریۂ تخلیقِ کائنات کو قدرے اختلاف کے ساتھ (یعنی "عقلِ فعال" کو "نورِ محمدی" سے بدل کر) یوں تو پہلی صدی ہجری میں ہی اپنایا جا چکا تھا اور اس کی تائید کے لیے عوام میں بے شمار روایات بھی مشہور ہو چکی تھیں، لیکن پہلی بار شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی (م ۶۳۸ھ) نے اپنے مخصوص صوفیانہ فکر کے زیرِ اثر اس "نورِ محمدی" کو "حقیقتِ محمدیہ" کی اصطلاح سے موسوم کیا۔ ابنِ عربی کی "حقیقتِ محمدیہ" اور "نورِ نبوی" یا "نورِ محمدی" الگ الگ چیزیں نہیں، بلکہ ایک دوسرے سے بہت قریب اور ہم معنیٰ ہیں۔ ابتدائے تخلیقِ کائنات

[1] الفکر الصوفی فی ضوء الکتاب والسنۃ للشیخ عبد الرحمٰن عبد الخالق ص ۱۱ طبع مکتبہ ابن تیمیہ کویت

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے متعلق ابنِ عربی فرماتے ہیں:

"بَدْءُ الْخَلْقِ الْهَبَاءُ وَاَوَّلُ مَوْجُودٍ فِيْهِ الْحَقِيْقَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ الرَّحْمَانِيَّةُ الْمَوْصُوْفَةُ بِالْاِسْتِوَاءِ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمَانِيِّ وَهُوَ الْعَرْشُ الْاِلٰهِيُّ الخ"[۲]

"تخلیق کی ابتدا ذرات سے ہوئی۔ جو پہلی چیز بذاتِ قائم موجود تھی وہ حقیقتِ محمدیہ رحمانیہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی) اور یہ حقیقتِ محمدیہ رحمانیہ عرشِ رحمانی یعنی عرشِ الٰہی پر مستوی تھی۔"

اس "حقیقتِ محمدیہ رحمانیہ" کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"صوفیاء نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام کائنات میں اوّل مخلوق قرار دے کر انہیں عرش پر مستوی کر دیا۔ ان کے نزدیک "نورِ نبوی" (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اللہ (تعالیٰ) نے تمام کائنات یعنی آسمان و زمین، ملائکہ، انسان و جن اور دوسری تمام مخلوقات کو پیدا کیا۔ یہی "حقیقتِ محمدیہ" ہے۔ صوفیاء کے نزدیک یہ ذاتِ الٰہی (جس کی اپنی ذات نظر نہیں آتی) کی کامل متجسد صورت ہے۔ آپؐ کا یہ وجود ذاتِ الٰہی سے منفصل نہیں ہے۔ پس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ابنِ عربی اور مشائخِ تصوف کے نزدیک 'اللہ کے عرش پر متجلی ہونے کے بعد آئے۔ یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مصغر صورت ہیں الخ۔"[۳]

اسی فکر کے زیرِ اثر کسی شاعر نے کہا ہے ؎

وہی جو مستویٔ عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینہ میں مصطفٰے ہو کر

اور شاید اسی باعث شاہ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم میں برابر کا شریک ٹھیرایا ہے، فرماتے ہیں:

"وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" (وہی ہر شئے کا جاننے والا ہے) کا ارشاد

۲؎ الفتوحات المکیہ لابنِ عربی ج ۱ ص ۱۵۲

۳؎ الفکر الصوفی فی ضوء الکتاب والسنۃ: ص ۱۰۶-۱۰۷

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بلا شبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے کیونکہ "وَ فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيْمٌ" (ہر صاحب علم کے اوپر اور زیادہ جاننے والا) کی صفات آپؐ ہی میں موجود ہیں ــــ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهَا وَ مِنَ التَّحِيَّاتِ اَتَمُّهَا وَ اَكْمَلُهَا" [۴]

احمد رضا خاں بریلوی کے صاحبزادہ حامد رضا خاں نے صفتِ علم سے بڑھ کر اوّل و آخر اور ظاہر و باطن کی صفات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص کر دی ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں ؎

ہو الاوّل ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن! | بکل شیئٍ علیم لوحِ محفوظِ خدا تم ہو
نہ ہو سکتے ہیں دو اوّل نہ ہو سکتے ہیں دو آخر | تم اول اور آخر ابتدا تم انتہا تم ہو
خدا کہنے نہیں بنتی جُدا کہتے نہیں بنتی | خدا پر ہی یہ چھوڑا ہے وہی جانے کہ کیا تم ہو [۵]

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) کے والدِ بزرگوار شاہ عبدالرحیمؒ (م ۱۱۳۱ھ) نے نورِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں صفاتِ الٰہیہ کو بچشمِ خود ملاحظہ فرمایا اور شہادت دی ہے، چنانچہ اس واقعہ کے متعلق شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"میفرمودند یکباری حضرت پیغامبر را صلی اللہ علیہ وسلم در واقعہ دیدم چوں کمال ظہور صفاتِ الٰہیہ در آں مظہرِ اتم مشاہدہ کردم بسجدہ افتادم آنحضرتؐ انگشت بدنداں گرفتند و بایں صورت منع فرمودند الخ" [۶]

"فرمایا ایک مرتبہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشمِ حقیقت دیکھا، جب اس مظہرِ اتم میں صفاتِ الٰہیہ کا کمال ظہور مشاہدہ کیا تو سجدے میں گر گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ تعجب کے طور پر انگلی منہ میں دبالی اور اس شکل سے منع فرمایا۔"

ڈاکٹر عبید اللہ فراہی (شعبہ عربی، لکھنؤ یونیورسٹی) بیان کرتے ہیں کہ:

۴ـ خود نوشت مقدمہ "مدارج النبوۃ" مصنفہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی طبع مدینہ پبلشنگ کراچی

۵ـ حدائقِ بخشش جلد ۲ صفحہ ۱۰۴

۶ـ "انفاس العارفین" مرتبہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ ۴۲ طبع مجتبائی۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"ابن عربی جسے حقیقتِ محمدی یا روحِ محمدی کہتے ہیں، وہی ان کے نزدیک روحانی زندگی کی اصل ہے۔ اور وہی سرچشمۂ علم و معرفت ہے جہاں سے انبیاء اور اولیاء اپنے علوم اخذ کرتے ہیں۔ اور یہی وہ روح ہے جو انبیاء اور اولیاء کی صورت میں حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد تک ظاہر ہوتی رہی ہے۔"الخ[۷]

ابن عربی کی اس فکر کو ایک عربی شاعر "بوصیری" نے اس طرح نظم کیا ہے ؎

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا ... وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا ... فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمِ

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ ... سِوَاكَ عِنْدَ حُدُوثِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی مشہور تصنیف "الفصوص الحکم" کے شارح علامہ قاشانی اس "حقیقتِ محمدیہ" کے متعلق فرماتے ہیں:

"بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اوّل التعینات تھے جن کو ذاتِ احد (اللہ تعالیٰ) نے تمام تعینات سے قبل وجود بخشا۔ پھر ان سے لا محدود تعینات کا ظہور ہوا۔ پس وہ جملہ تعینات میں شامل ہیں۔ وہ وجود میں فردِ واحد تھے، ان کی کوئی مثال نہیں، کوئی ایسا نہیں ہے جو مرتبہ میں ان کی ذات کی برابری کر سکے اور نہ ہی کوئی ان سے برتر ہے سوائے اس مطلق ذاتِ احد (یعنی اللہ تعالیٰ) کے الخ"![۸]

ایک مشہور صوفی احمد بن مبارک السلجماسی نے اپنے پیر و مرشد شیخ عبدالعزیز الدباغ سے کائنات کی تخلیق کے تمام ابتدائی مراحل نہایت تفصیل کے ساتھ نقل کیے ہیں، فرماتے ہیں:

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو شئے پیدا کی وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا، پھر اس سے قلم، حجب سبعین اور ان پر مامور ملائکہ پیدا کیے، پھر لوحِ محفوظ کو پیدا کیا، پھر عرش و ارواح اور جنت و برزخ پیدا کیے۔ عرش کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا اور اس نور کو نورِ مکرم نورِ نبینا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا کیا تھا الخ۔"[۹]

---

۷ "تصوف ـــ ایک تجزیاتی مطالعہ" ص ۱۸۳ مصنفہ ڈاکٹر عبیداللہ فراہی طبع ادارہ تحقیق و تصنیفِ اسلامی علی گڑھ ۱۹۸۷ء

۸ شرح القاشانی علی الفصوص الحکم لابن عربی ص ۲۶۶-۲۶۷

۹ کتاب "الابریز" للسلجماسی ص ۲۲۴-۲۲۵

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

علامہ شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"یہ مکمل ہذیان، کامل خرافات اور صوفیہ کے باطل عقائد کی شرح ہے جسے وہ لوگ حقیقتِ محمدی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ الخ" [۱]

"حقیقتِ محمدیہ" یا "نورِ محمدی" کے اس مختصر تعارف کے بعد اب وہ روایات پیش کی جاتی ہیں جو اس کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے وضع کی گئی تھیں۔ اور ان میں سے آج بیشتر مشہور روایات اکثر کتبِ سیرت میں نظر آتی ہیں، یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کی خوشی میں منعقد کی جانے والی محافلِ میلاد میں بیان کی جاتی ہیں مقامِ حیرت تو یہ ہے کہ "نورِ محمدی" کی اوّلیت اور تمام مخلوقات کی تخلیق میں آپؐ کی سبقت ثابت کرنے کے لیے ہمارے سیرت نگار، علماء، خطیب اور واعظین حضرات جو روایات پیش کرتے ہیں انہیں اس قدر وثوق واعتماد کے ساتھ بیان کرتے ہیں گویا کہ وہ امورِ ثابتہ ہوں۔ ان میں سے ایک مشہور روایت یہ ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے لوح وقلم، جنّت و جہنم، آسمان وزمین، سورج وچاند، عرش وکرسی، جن وملائکہ غرض تمام اشیائے کائنات کی تخلیق سے قبل اپنے نور سے "نورِ محمدی" کو پیدا کیا جو ایک عرصہ تک اِدھر اُدھر گھومتا رہا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس "نورِ محمدی" کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ نور کے اس پہلے حصہ سے قلم، دوسرے حصہ سے لوح، تیسرے حصہ سے عرش کو پیدا فرمایا اور چوتھے حصہ کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا جس کے پہلے حصہ سے حملۃ العرش، دوسرے حصہ سے کرسی، تیسرے حصہ سے ملائکہ پیدا کئے اور آخری حصہ کو پھر چار حصوں میں تقسیم کیا۔ اس کے پہلے حصہ سے تمام آسمان، دوسرے حصہ سے زمینیں، تیسرے حصہ سے جنّت وجہنم پیدا فرمائے، چوتھا حصہ پھر چار حصوں میں تقسیم ہوا۔ اس کے پہلے حصہ سے نورِ ابصار المؤمنین، دوسرے حصہ سے نورِ قلوب المؤمنین یعنی معرفت باللہ، تیسرے حصہ سے نور انسہم یعنی توحید ــــــ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ ــــــ کو پیدا فرمایا، (نہ معلوم چوتھے حصہ کا کیا بنا؟)

باقی تمام روایات اور اُن کا علمی جائزہ ان شاء اللہ آگے پیش کیا جائے گا۔ فی الحال

---

[۱] الفکر الصوفی فی ضوء الکتاب والسنۃ ص ۱۱

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ذیل میں اس حدیث کا اصل متن پیشِ خدمت ہے، جس کا خلاصہ سطورِ بالا میں بیان کیا جا چکا ہے، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"قَالَ، قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ بِأَبِيْ أَنْتَ وَ أُمِّيْ أَخْبِرْنِيْ عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللهُ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ، قَالَ يَا جَابِرُ إِنَّ اللهَ تَعَالٰى خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهِ، فَجَعَلَ ذٰلِكَ النُّوْرَ يَدُوْرُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللهُ وَلَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جِنِّيٌّ وَلَا إِنْسِيٌّ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ: فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِيْ اللَّوْحَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ: فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِي الْكُرْسِيَّ وَمِنَ الثَّالِثِ بَاقِيَ الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْءَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ: فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ السَّمٰوٰتِ وَمِنَ الثَّانِي الْأَرَضِيْنَ وَمِنَ الثَّالِثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ثُمَّ قَسَمَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ: فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ نُوْرَ أَبْصَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمِنَ الثَّانِيْ نُوْرَ قُلُوْبِهِمْ وَهِيَ الْمَعْرِفَةُ بِاللهِ وَمِنَ الثَّالِثِ نُوْرَ أُنْسِهِمْ وَهُوَ التَّوْحِيْدُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ"[11]

اس حدیث کو عبدالرزاق بن الہمام (م ۲۱۱ھ) نے اپنی "مصنف" میں روایت کیا ہے اور ان سے علامہ احمد قسطلانی مصری صاحبِ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری (م ۹۲۳ھ) نے "المواہب اللدنیہ" میں اور علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی (م ۱۱۲۲ھ) نے

---

[11] رواہ عبدالرزاق بن الہمام فی مصنفہ وکذا فی المواہب اللدنیہ للقسطلانی ج ۱ ص ۴۶

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"شرح المواہب اللدنیہ" میں نقل کیا ہے۔ مولانا عبدالحیٔ بن محمد عبدالحلیمؒ لکھنوی حنفی (م ۱۳۰۴ھ) نے "الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ"[12] میں مختصراً اور علامہ اسمٰعیل بن محمد العجلونی الجراحی (م ۱۱۶۲ھ) نے "کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس"[13] میں تفصیل کے ساتھ اس روایت کو "المواہب اللدنیۃ" کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی اس کی سند درج نہیں کی ہے۔ مکمل مصنف عبدالرزاق گو طبع ہو چکی ہے لیکن کم یاب ہے۔ راقم نے المملکۃ العربیۃ السعودیۃ کی وزارۃ المعارف کے زیرِ نظم چلنے والے دو مشہور، قدیم اور وسیع الذخائر کتب خانوں (المکتبۃ العامۃ بالخبر والدمام) میں مصنف عبدالرزاق تلاش کرنا چاہی مگر افسوس کہ دستیاب نہ ہو سکی۔ لہٰذا فنِ رجال کی کسوٹی پر اس روایت کو پرکھا نہ جا سکا۔ اِنّا لِلّٰہِ الخ۔ پھر بھی اس روایت کو درست تسلیم کر لینے میں کئی امور مانع ہیں جن کا خلاصہ حسبِ ذیل ہے:

۱۔ احادیثِ صحیحہ میں مخلوقاتِ الٰہی میں سب سے پہلے "قلمِ تقدیر" کی پیدائش کا بیان[14] صریح طور پر مذکور ہے، چنانچہ حضرت عبادۃ بن الصامتؓ سے مرفوعاً مروی ہے:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ ثُمَّ قَالَ اُكْتُبْ فَجَرٰى بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"[15]

"جو چیز اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمائی وہ قلم تھا، پھر (اسے) حکم دیا: لکھ، پس وہ جاری ہوا قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں (کی مقادیر لکھنے کے لیے)۔"

---

[12] الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ مصنفہ عبدالحیٔ لکھنوی ص ۴۲ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۴ء

[13] کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی الالسنۃ الناس للعجلونی ج ۱ ص ۳۱۱-۳۱۲ طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۸۵ء۔

[14] جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۲۰۵ طبع نشر السنۃ ملتان ۱۴۰۲ھ وسنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۴ ص ۳۶۲ طبع نشر السنۃ ملتان ومسند زید بن علی حدیث نمبر ۹۰۰ ومسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۱۷ طبع المکتب الاسلامی بیروت ومسند طیالسی حدیث نمبر ۵۷۷۔

[15] رواہ احمد والترمذی (مع تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۲۰۲ وج ۴ ص ۲۰۵) وکذا فی فتح الباری لابن حجر ج ۶ ص ۲۸۹، ۲۹۱ طبع دار المعرفۃ بیروت۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو "حسن صحیح غریب" بیان کیا ہے [۱۶]

اعمش عن ابی ظبیان عن ابن عباسؓ کے طریق سے مروی ہے:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ فَقَالَ لَهُ اُكْتُبْ قَالَ يَا رَبِّ وَمَا اَكْتُبُ؟ قَالَ اُكْتُبِ الْقَدَرَ فَجَرَى بِمَا هُوَ كَائِنٌ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ" [۱۷]

"جو چیز اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمائی وہ قلم تھا۔ پھر اس کو حکم دیا کہ لکھ، اس نے سوال کیا: اے رب کیا لکھوں؟ (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا: مقادیر لکھ، پس وہ جاری ہوا اس وقت سے تا قیامِ قیامت ہونے والی تمام چیزوں (کی مقادیر کے متعلق)۔"

اور بطریق احمد ثنا عبداللہ بن مبارک قال ثنا رباح بن زید عن عمر بن حبیب عن القاسم بن ابی بزہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباسؓ مرفوعاً مروی ہے:

"اِنَّ اَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْقَلَمُ وَاَمَرَهُ اَنْ يَكْتُبَ كُلَّ شَيْءٍ يَكُوْنُ"

علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ "یہ (قلم) اول مخلوق ہے" کے زیرِ عنوان ابو یعلیٰ کی مذکورہ بالا روایت کے فوائد میں تحریر فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں اُس غلط فہمی کی طرف اشارہ موجود ہے جو اکثر لوگوں کے قلوب میں راسخ عقیدہ اختیار کر چکی ہے کہ نورِ محمدی ہی وہ پہلی مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا تھا۔ اس حدیث (غلط فہمی والی) کی صحت کے لیے کوئی ٹھوس اساس موجود نہیں ہے اور عبدالرزاق کی حدیث غیر معروف اسناد سے مروی ہے الخ!" [۱۹]

---

[۱۶] جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۰۵

[۱۷] الأسماء والصفات للبیہقی ص ۲۷۱ وکذا فی فتح الباری لابن حجر ج ۶ ص ۲۸۹ - ۲۹۰

[۱۸] رواہ ابو یعلیٰ ج ۱ ص ۱۲۶

[۱۹] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ وشیء من فقہہا وفوائدہا للالبانی ج ۱ ص ۲۰۷ - ۲۰۸ طبع المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۵ء

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۲- اس حدیث میں دوسرا جو امر مانع ہے وہ اس کی معنوی حیثیت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے "نورِ محمدی" کو اپنے نور سے پیدا فرمایا، پھر اس سے تمام مخلوقات کی تخلیق ہوئی، جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ (نعوذ باللہ) لامحدود اجزاء واجسام میں تقسیم ہو گیا اور تقسیم اجزاء و تجسیم مخلوقات کا یہ سلسلہ تا قیامِ قیامت جاری رہے گا۔ اگر منطقی نقطۂ نگاہ سے غور کیا جائے تو بفرضِ محال اگر نورِ محمدی کی تخلیق کے لیے ذاتِ الٰہی میں سے نور کا ایک جزء علیحدہ ہوا تو اس سے ایک طرف تو ذاتِ باری تعالیٰ میں نقص لازم آتا ہے، دوسری طرف یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی کوئی ایسی شئے ہے جو اجزاء میں تقسیم ہو سکتی اور جسم اختیار کر سکتی ہے، پس اس سے اللہ تعالیٰ کی تجسیم لازم آئی اور جب جسم ہوا تو اس پر فنا کا اطلاق بھی ہو گا (العیاذ باللہ!)

۳- اگر بفرضِ محال مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے "نورِ محمدی" کی تخلیق اور "نورِ محمدی" سے تمام آسمانوں و زمینوں یا دیگر اشیائے کائنات کی تخلیق ہوئی تو اس طرح آسمان و زمین کی ہر شئے اللہ تعالیٰ کا جزء قرار پائے گی، کیونکہ "نورِ محمدی" کے توسط سے ہر شئے میں الوہیت کا نوری مادہ منتقل ہو جاتا ہے۔ پھر دنیا کی کوئی بھی شئے ایسی باقی نہیں رہے گی جس میں الوہیت بذاتِ خود موجود نہ ہو خواہ اجزا کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو۔ اسی نظریہ سے "ہمہ اوست" کا تخیل پیدا ہوتا ہے، جسے تصوف کی اصطلاح میں "وحدۃ الوجود" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس تخیل کے ماننے والے کسی ایک چیز میں دوسرے سے عدمِ غیریت اور خالق و مخلوق میں وحدت کے قائل ہیں۔ تمام اشیاء کو اللہ کا عین وجود سمجھتے ہیں[20]، ان کے نزدیک ان اشیاء اور ذاتِ الٰہی میں کوئی فرق و غیریت نہیں ہے۔ کائنات میں جو مختلف چیزیں نظر آتی ہیں، انہیں وہ حس و ادراک کا ظاہری پہلو بتاتے ہیں۔ اس فکر کے ائمہ کبار کے چند مشہور اشعار مثال کے طور پر ذیل میں پیش خدمت ہیں ؎

"اَلرَّبُّ حَقٌّ وَّالْعَبْدُ حَقٌّ يَا لَيْتَ شِعْرِی مَنِ الْمُكَلَّفُ"

"پروردگار بھی حق ہے اور بندہ بھی حق ہے، کاش میں معلوم کر سکتا کہ ان میں سے مکلف کون ہے"

۲۰۔ فتوحاتِ مکیہ لابن عربی ج ۱ ص ۲۷۲

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"اِنْ قُلْتَ عَبْدٌ فَذَاكَ مَيِّتٌ اَوْ قُلْتَ رَبٌّ اَنّٰى يُكَلَّفُ"[21]

"اگر تم کہو کہ مکلف بندہ ہے تو بندہ تو میت و مردہ ہے، اگر تمہارا کہنا یہ ہے کہ رب مکلف ہے تو وہ کیسے مکلف ہو سکتا ہے؟"

"فَيَا لَيْتَ شِعْرِيْ مَنْ يَكُوْنُ مُكَلَّفًا وَمَا ثَمَّ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ سِوَاهُ"[22]

"کاش مجھے معلوم ہوتا کہ مکلف کون ہے، درآں حالیکہ یہاں اللہ کے علاوہ کسی کا وجود ہی نہیں ہے!"

حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎

"ندیم و مطرب و ساقی ہمہ اوست خیالِ آب و گِل در رہ بہانہ
در قبلہ و بتخانہ تو مسجودی و معبود رُو سوئے تو می باشد صاحب نظراں را"

مولانا جلال الدین رومی (۶۷۲ھ) فرماتے ہیں ؎

"اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس"

کسی اردو شاعر کا یہ شعر بھی اسی فکر و نظر کی ترجمانی کرتا ہے ؎

"خود راز انا الحق کو وہی کھول رہا ہے منصور کے پردے میں خدا بول رہا ہے"

"ہمہ اوست" کے اس نظریہ کی اور بہت سی مثالیں ان شاء اللہ آگے پیش کی جائیں گی۔

انہی لوگوں میں سے بعض نے اپنے آپ کو "انا الحق"، "انا ربکم الاعلیٰ" اور "سبحانی ما اعظم شانی" (یعنی میری ذات پاک ہے، میری شان کتنی عظیم ہے) وغیرہ کا دعویدار بتایا ہے۔ یہاں اگر کوئی ان سے سوال کرے کہ جب تمام دنیاوی اشیاء فانی ہیں تو کیا ان کے فنا ہونے کے بعد ان کے اندر موجود الوہیت بھی فنا ہو جاتی ہے؟ تو جواب دیا جاتا ہے کہ دنیاوی اشیاء ضرور فنا ہو جاتی ہیں لیکن ان کے اندر موجود الوہیت کا جوہر فنا نہیں ہوتا بلکہ وہ عروج کر کے دوبارہ ذاتِ باری تعالیٰ سے مل جاتا ہے اور اسے بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ جوہرِ الوہیت کے ذاتِ باری تعالیٰ سے مل جانے اور اس میں شامل ہو کر بقا پا جانے کو عموماً وصال پانا یا انتقال مکانی کرنا کہا جاتا ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں اسے "وحدۃ الشہود" اور "فنا فی اللہ" بھی کہتے ہیں۔ غالب کے الفاظ ہیں:

---

[21] ایضاً ج ۱ ص ۱

[22] رسائل ابن عربی کتاب الجلالہ ص ۱۲

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ع عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

ظاہر ہے یہ سب خرافات ہیں۔

۴ — چوتھا مانع امر یہ ہے کہ احادیث صحیحہ میں بصراحت مذکور ہے کہ مخلوقات میں سے صرف ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، ابلیس کو نار السموم سے اور آدم ؑ وابنِ آدم کو (جیسا کہ قرآنِ کریم میں بیان کیا جا چکا ہے) گارے[۲۳] مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے:

"خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ إِبْلِيْسُ مِنْ نَارِ السَّمُوْمِ وَخُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِمَّا قَدْ وُصِفَ لَكُمْ"[۲۴]

---

[۲۳] خلقِ آدم کے مادہ کے متعلق صریح طور پر قرآن مجید میں کہیں "طِيْنٍ" آیا ہے، کہیں "تُرَابٍ" کہیں "صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ" اور کہیں "صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ" آیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ" (الحجر: ۲۸)

"اور جب آپؐ کے رب نے ملائکہ سے (ارشاد) فرمایا کہ میں ایک بشر کو بجتی ہوئی مٹی سے، جو کہ سڑے ہوئے گارے سے بنی ہو گی، پیدا کرنے والا ہوں"

"إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ" (ص: ۷۱)

"جب کہ آپ کے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان (یعنی اس پتلے) کو بنانے والا ہوں"

"خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ" (الرحمٰن: ۱۴)

"انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا ہے"

ان سب میں کچھ تعارض نہیں ہے بلکہ کسی مقام پر مادۂ قریبہ بتلایا گیا ہے اور کہیں پر مادۂ بعیدہ۔

[۲۴] صحیح مسلم ج ۸ ص ۲۲۶ وکتاب التوحید لابن مندہ ج ۱ ص ۲۲ وتاریخ جرجان للسہمی ص ۶۲ والاسماء والصفات للبیہقی ص ۳۷۷ وتاریخ لابن عساکر ج ۲ ق ۱ ص ۳۱ وکذا فی فتح الباری ج ۶ ص ۳۰۶۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ میں سے نہ تھے۔

محدثِ عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس مرفوع حدیث میں عوام میں مشہور اس حدیث کا صریح بطلان موجود ہے کہ "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ" (یعنی "اے جابر! اللہ تعالیٰ نے جو چیز سب سے پہلے پیدا فرمائی وہ تیرے نبی کا نور تھا")، یا اس مفہوم کی دوسری تمام احادیث کا جن میں منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور سے پیدا کیے گئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث اس امر کی واضح دلیل ہے کہ صرف ملائکہ (فرشتے) نور سے پیدا کئے گئے ہیں نہ کہ حضرت آدم علیہ السلام یا ان کی کوئی اولاد۔"[25]

۵۔۔۔ پورے ذخیرۂ احادیث میں ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ میں بشر (بنی آدم) نہیں ہوں یا میری پیدائش عام انسانی طریقۂ ولادت سے ہٹ کر معجزانہ طریق پر ہوئی ہے، بلکہ برخلاف اس کے آپ کے بے شمار ارشادات اس امر پر شاہد ہیں کہ آپ خاکی، ابنِ آدم اور بشر ہی ہیں، چنانچہ مروی ہے: "اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ"[26] (میں بنی آدم کا سردار ہوں)، "اَنَا اَكْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ"[27] (میں بنی آدم میں سب سے مکرم ہوں)، "اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْحَشْرِ"[28] (میں یوم حشر میں بنی آدم کا سردار ہوں)، "اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْهُ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّأْيِيْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ"[29] (میں ایک بشر ہوں، اگر میں تمہیں تمہارے دین

[25] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۱ ص ۴۷۱۔

[26] طبقات ابن سعد ج ۱ ق ۱ ص ۲۰ واخرجہ الحاکم ج ۲ ص ۶۰۴-۶۰۵ والبخاری فی تاریخہ ج ۱ ق ۱ ص ۴۰ واحمد ج ۴ ص ۲ والترمذی ج ۴ ص ۱۴۰ وابن ماجہ ج ۲ ص ۵۸۱-۵۸۲ وابن حبان فی صحیحہ حدیث نمبر ۲۱۲۷

[27] جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۹۳ وسنن دارمی (المقدمہ) باب ۸ وقال الترمذی: "هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ"

[28] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب ۱۳ وجامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۹۴ ومسند احمد ج ۱ ص ۲۸۰ وج ۲ ص ۴۳۵ وج ۵ ص ۳۸۸ ومسند طیالسی حدیث نمبر ۲۷۱۱ وقال الترمذی "هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ"

[29] صحیح مسلم کتاب الفضائل احادیث نمبر ۱۳۹-۱۴۱ ومسند احمد ج ۱ ص ۱۶۲ وج ۳ ص ۱۵۲

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کی کسی چیز کے بارے میں حکم دوں تو اس کو لے لو اور اگر کسی چیز کے بارے میں اپنی رائے سے حکم دوں تو میں تو بس ایک بشر ہوں)۔" إِنَّمَا أَنَا وَلَدُ آدَمَ" [۳۰] (میں تو بس ایک بنی آدم ہوں) اور" إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ" [۳۱] (میں تو بس ایک بشر ہوں) وغیرہ۔

آپ کے یہ ارشادات حدیث کی تقریباً ہر مشہور کتاب مثلاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داود، سنن النسائی، سنن ابن ماجہ، مسند طیالسی، سنن دارمی، موطا امام مالک، مسند احمد، مسند بزار، ابویعلیٰ اور طحاویہ وغیرہ کے بے شمار صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔

ان ارشاداتِ نبوی کے علاوہ قرآنِ کریم میں بھی کئی مقامات پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہی بات کہلوائی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ" [۳۲]

"اور آپ یہ فرما دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا بشر (انسان) ہوں (بس فرق یہ ہے کہ) میرے پاس وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔"

اور:

"قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا" [۳۳]

"آپ فرما دیجئے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں (مگر) رسول ہوں۔"

---

[۳۰] سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۴ ص ۳۴۷

[۳۱] صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۱ ص ۵۰۳، ج ۵ ص ۱۰۰، ج ۱۲ ص ۳۳۶، ج ۱۳ ص ۱۵۷، ۱۷۲ و صحیح مسلم کتاب المساجد احادیث نمبر ۹۲-۹۴، کتاب الاقضیہ احادیث نمبر ۴-۶ و سنن ابی داود مع عون المعبود ج ۳ ص ۳۲۸ و ج ۴ ص ۳۴۷ و جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۲۷۹ و سنن النسائی مع تعلیقات السلفیہ ج ۲ ص ۲۰۴ طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور، سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۵، کتاب الاحکام باب ۵ (کتاب الرہون باب ۱۵ و سنن دارمی کتاب الرقاق باب ۵۲ و موطا امام مالک کتاب الاقضیہ باب ۱ و مسند احمد ج ۱ ص ۴۲۴، ۴۴۸، ۴۵۵، ج ۲ ص ۲۴۳، ۳۱۶، ۳۷۲، ۳۹۰، ۴۴۹، ۴۰۸، ۴۹۳، ۴۹۶، ج ۳ ص ۳۳، ۳۳۳، ۳۸۴، ۴۰۰، ج ۴ ص ۳۶۶، ج ۵ ص ۴۱، ۴۲۷، ۴۳۹، ۴۵۴، ج ۶ ص ۵۲، ۱۰۷، ۱۳۳، ۱۹۰، ۱۸۰، ۲۲۵، ۲۵۹، ۲۹۰، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۲۰ و مسند طیالسی احادیث نمبر ۲۳۰، ۲۶۱ و ابویعلیٰ ج ۴ احادیث ۱۶۳۵-۱۶۳۶ و مسند بزار ص ۲۷ و شرح المعانی للطحاوی ج ۲ ص ۲۰۲

[۳۲] الکہف: ۱۱۰۔ فصلت: ۶ [۳۳] الاسراء: ۹۳

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور کیا ہوں؟"

دورِ جاہلیت کے کفار و مشرکین بھی آپ کے بشر ہونے کے قائل تھے۔ چنانچہ ان کی طرف سے عائد کیے جانے والے اعتراضات سے مستفاد ہوتا ہے:

"فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا"[۲۴]

"سو ان کی قوم میں جو کافر سردار تھے، کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اپنے ہی جیسا آدمی دیکھتے ہیں۔"

"قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا"[۲۵]

"انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے؟"

"مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ"[۲۶]

"یہ شخص بجز اس کے کہ تمہاری طرح کا ایک آدمی ہے اور کچھ نہیں ہے۔"

"مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ"[۲۷]

"یہ تو تمہاری طرح ایک آدمی ہے چنانچہ یہ وہی کھاتے ہیں جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو۔"

"مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا الآية!"[۲۸]

"بس تم تو ہماری طرح کے ایک بشر ہو۔"

"قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِنْ شَيْءٍ الآية!"[۲۹]

"ان لوگوں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح (محض) ایک آدمی ہو اور خدائے رحمٰن نے (تو) کوئی چیز نازل ہی نہیں کی۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے کی تردید نہیں فرمائی، جیسا کہ اوپر گزرا۔ ہاں کفار کو مغالطہ یہ لگا تھا کہ ان کے نزدیک بشر رسول نہیں ہو سکتا تھا۔ جبکہ آج یہ کہا جاتا ہے کہ رسول بشر نہیں ہوتا ۔۔۔ نتیجہ دونوں باتوں کا ایک ہے!

---

۲۴ ہود: ۲۷ ۲۵ الاسراء: ۹۴ ۲۶ المؤمنون: ۲۴ ۲۷ المؤمنون: ۳۳
۲۸ الشعراء: ۱۵۴-۱۸۶ ۲۹ یٰس: ۱۵

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بشر کے لغوی معنی ہیں جسمِ کثیف جس کی ظاہری سطح کسی دوسری چیز سے ڈھکی ہوئی نہ ہو۔ انسان کی تخلیق کے بعد یہ لفظ اصطلاحاً صرف بنی آدم کے لیے استعمال ہونے لگا۔ تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کا لفظِ بشر ذکر کرتے اور اس کو مٹی سے بنانے کا مطلب یہ ہے کہ میں (باری تعالیٰ) مٹی کا ایک پتلا بنانے والا ہوں جو بال و پر سے عاری ہوگا، مراد یہ ہے کہ اس کی جلد دوسرے حیوانات کی طرح اون یا بال و پر سے ڈھکی ہوئی نہ ہوگی، اور ظاہر ہے کہ بشر ہونے کی یہ تمام صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر موجود تھیں۔

بعض اور احادیث میں آپؐ کے ابنِ آدم ہونے کا ثبوت خود آپؐ کی زبانِ مبارک سے فرمائے گئے ارشادات کی صورت میں محفوظ و موجود ہے۔ مثلاً:

"اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَفْسًا۔"[۴۰]

"میں محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا تو مجھے ان میں سے بہتر مخلوق میں بنایا، پھر ان کو دو فرقوں میں بنایا تو مجھے ان ہی سے بہتر فرقہ میں بنایا، پھر ان کو قبیلوں میں بنایا تو مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ میں بنایا، پھر ان کو گھروں میں بنایا تو مجھے ان میں سے بہتر گھر میں اور (گھر کے نفوس) میں سے بہتر نفس بنایا۔"

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔"[۴۱]

"قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الْفَرِيْقَيْنِ ثُمَّ خَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ الْقَبِيْلَةِ ثُمَّ خَيَّرَ الْبُيُوْتَ فَجَعَلَنِيْ مِنْ خَيْرِ بُيُوْتِهِمْ فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا" وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ : هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔[۴۲]

۴۰؎ جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۹۲-۲۹۳ واخرجہ احمد

۴۱؎ جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۹۳ ۴۲؎ ایضاً ج ۴ ص ۲۹۲

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ إِبْرَاهِيْمَ إِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى مِنْ وُلْدِ إِسْمٰعِيْلَ بَنِيْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ بَنِيْ كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ" (وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ [۴۴]

اور:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ إِسْمٰعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى هَاشِمًا مِنْ قُرَيْشٍ وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ" (وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)۔[۴۵]

ان تمام شواہد و دلائل کے اختتام پر شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ کا ایک وقیع فتویٰ بھی پیش

۴۳؎ علمائے انساب نے آپؐ کا جو شجرۂ مبارک بیان کیا ہے وہ اس طرح ہے: "محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ابن قصی بن کلاب بن مُرّۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمۃ بن مُدرکۃ بن الیاس بن مُضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن الہمیسع بن حمل بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم" — لیکن عدنان کے بعد علمائے انساب کا اختلاف ہے جیسے امام ابن الجوزیؒ نے اپنی تصنیف "کتاب النسب" میں بالتفصیل بیان کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: سیرت الرسولؐ ماخوذ من کتاب المعارف مصنفہ ابن قتیبہ الدینوری ص ۶۹ مترجم طلحہ بن ابو سلمہ ندوی، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۲۹۲، الوفا باحوال المصطفیٰؐ لابن الجوزی ج ۱ ص ۶ طبع المکتبۃ النوریہ الرضویہ لائلپور ۱۹۷۷ء و مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم للشیخ محمد ابن عبدالوہاب ص ۹-۱۱ طبع مکتبۃ الریاض الحدیثہ بالریاض وغیرہ)

۴۴؎ جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۹۲ واخرجہ الخطیب فی الموضح ج ۱ ص ۶۸-۶۹

۴۵؎ اخرجہ مسلم ج ۲ ص ۵۸ والترمذی (مع تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۹۳) وابو یعلیٰ فی مسندہ ج ۲ ص ۳۵۵ والخطیب ج ۱۳ ص ۶۴ وابن عساکر ج ۱ ق ۱/ص ۲۵۲ واحمد ج ۴ ص ۱۰۷

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

خدمت ہے:

"نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اسی مادہ سے پیدا ہوئے تھے جس سے تمام بشر پیدا ہوئے ہیں، اور کوئی بھی بشر نور سے پیدا نہیں کیا گیا۔ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور سے پیدا کیا، ابلیس کو جلتی ہوئی آگ سے اور آدم علیہ السلام کو جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔" کسی مخلوق کو دوسری مخلوق پر صرف اس اعتبار سے کوئی فضیلت نہیں ہے کہ وہ کس چیز سے پیدا کی گئی ہے۔ مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام سے ان کا بیٹا اور آزر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ اور بلاشبہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے گارے سے پیدا فرمایا ہے۔"[۴۶]

بعض لوگ یہاں پر یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بظاہر عام انسانوں کی طرح ہی ہوئی تھی لیکن فی الحقیقت اُن کا جسدِ عنصری حق تعالیٰ کے نور سے بنا تھا بلکہ عینِ حقیقت تھا۔ آپ کے ظاہری جسم مبارک کو محض اس حقیقتِ الٰہیہ اور نورِ حقیقی کا حجاب بتایا جاتا ہے، چنانچہ علامہ شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"صوفیاء میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو ذاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حقیقتِ محمدی کو عینِ حقیقتِ الٰہیہ سمجھتا ہے۔ اُن کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بشری صورت میں حقیقتِ الٰہیہ کی مکمل صورت بلکہ اکمل صورت ہیں۔ ان کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشری صورت رسول ہونے کے لیے تمام ممکن (رحجابی) صورتوں میں سے ایک ممکن صورت ہے۔"[۴۷]

مولانا محمد قاسم صاحب (بانیٔ دارالعلوم دیوبند) کے قصائد قاسمی (قصیدہ بہاریہ) سے چند اشعار پیشِ خدمت ہیں ؎

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت | نجانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

---

[۴۶] مجموع فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج ۱۱ ص ۹۴-۹۵ طبع دار العربیہ بیروت ۱۳۹۸ھ

[۴۷] الفکر الصوفی فی ضوء الکتاب والسنۃ ص ۱۱۴

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کہاں وہ رتبہ کہاں عقلِ نارسا اپنی کہاں وہ نورِ خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار[۴۸]

یہی بات مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے آیت: قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کا ترجمہ کرتے ہوئے اس طرح فرمائی ہے:

"تم فرماؤ: ظاہر صورتِ بشری میں تو میں تم جیسا ہوں الخ"[۴۹]

اور امام ربانی شیخ احمد سرہندی المعروف بمجدد الف ثانیؒ م ۱۰۳۴ھ فرماتے ہیں:

"باید دانست کہ خلقِ محمدی در رنگ خلق سائر افرادِ انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افرادِ عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با وجودِ نشأ عنصری از نورِ حق جلّ وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام: خلقت من نور اللہ ودیگراں را ایں دولت میسر نشدہ است"[۵۰]

"جاننا چاہیے کہ پیدائشِ محمدیؐ تمام افرادِ انسان کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افرادِ عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللہ (میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں) اور دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی"

واضح رہے کہ امام ربانی نے اوپر جس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے (یعنی: خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ) تو یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ذخیرۂ احادیث میں کہیں موجود نہیں ہے۔ نیز مذکورہ بالا واضح اور روشن دلائل کی موجودگی میں "صورتِ بشری" یا "جسدِ عنصری" یا "حجابِ بشریت" وغیرہ جیسی رکیک اور لغو تاویلات پیش کرنا دراصل صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی آدم یا بشر اور خاکی ہونے سے انکار ہی نہیں ہے بلکہ درپردہ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ صحیحہ وصریحہ کا بطلان اور ان کی تحقیر وتنقیص بھی ہے۔ فانا للہ الخ چونکہ یہ مزید تفصیل کا محل نہیں ہے اس لیے اس بحث کو یہیں ختم کیا جاتا ہے۔

[۴۸] قصائد قاسمی بحوالہ تبلیغی نصاب (فضائل درود شریف ص ۱۲۴) مرتبہ مولانا زکریا کاندھلوی صاحب مرحوم (شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور) طبع ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی ص ۱۳۰ [۴۹] کنز الایمان، سورۃ الکہف

[۵۰] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر ۳ حصہ ۹ ص ۷۴-۷۵ مکتوب ۱۰۰

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ